بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ ربوہ

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

نمبر ۴۴۹

جلد ۳۸/۷۳ | ہفتہ ۲۲ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ ۔ ۱۷ نبوت ۱۳۶۳ ہش ۔ ۱۷ نومبر ۱۹۸۴ء | نمبر ۲۶۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۴ نبوت / نومبر۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی ان دنوں لاہور میں بغرض علاج قیام فرما ہیں۔ علاج جاری ہے۔ احباب جماعت حضرت سیدہ ممدوحہ کے لئے بالالتزام دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ مدظلہا کو شفائے کامل عطا فرمائے اور برکتوں سے معمور طویل عمر عطا فرمائے آمین

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ:

اللہ کے پیاروں کی فرمانبرداری فرشتوں کو بھی تعجب میں ڈال دیتی ہے

وہ اپنے سارے وجود کے ساتھ اللہ کے ہو جاتے ہیں

وہ اللہ سے علم کے خزانوں پر اطلاع پاتے ہیں اور اسی سے مدد دیئے جاتے ہیں:

"یقیناً وہ لوگ جنہوں نے حق کو پالیا وہ قوم ہیں جو سب چیزوں سے اپنے تعلقات منقطع کر دیتے ہیں اور اللہ کی طرف کامل طور پر ایسے طریق سے جھک جاتے ہیں کہ گویا نہ اُن کی بیوی ہے نہ زمین نہ اونٹنی نہ گھوڑا اور خدا کو ہر بیٹے اور اہل اور مال پر اختیار کر لیتے ہیں وہی اللہ کی طرف سے توفیق یافتہ ہیں۔"

(ترجمہ از عربی۔ روحانی خزائن جلد پنجم ص ۳۹۱)

"پس خوشخبری ہے اُن کے لئے جو اللہ کے رنگ میں رنگین کئے جاتے ہیں وہ ایک قوم ہوتی ہے جن کو خدا کی محبت محو کر دیتی ہے اور اُن کے نفسوں کو پاک اور جلیل القدر کر دیتی ہے اور اُن کو اپنی طرف اُٹھا لیتی ہے پس وہ اپنے محبوب کے ذکر میں ہمیشگی اختیار کرتے ہیں وہ اللہ کی طرف اپنے سارے دل کے ساتھ کھینچے جاتے ہیں اور اپنے محبوب کے ذکر میں فنا ہو جاتے ہیں اور اپنی روحوں کو خرچ کر دیتے ہیں۔ اور اپنی قربانی کو پورا کرتے ہیں اور اپنے سارے وجود کے ساتھ اللہ کے ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اپنے نفسوں سے کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ اُن کی چادر کے نیچے سوائے اللہ کے کچھ نہیں ہوتا تو سمجھتا ہے کہ وہ موجود ہیں حالانکہ وہ فنا ہو چکے ہیں۔ وہ سفاکانہ طور پر تیز تلواریں اپنے نفسوں پر کھینچتے ہیں اور ان نفسوں میں سے اس طرح نکل جاتے ہیں جیسے سانپ کینچلی میں سے۔ اور اللہ اُن کے صدق اور وفا کو دیکھتا ہے اور وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہوتے ہیں۔ اور اُن کی اطاعت اور فرماں برداری اور ثابت قدمی اور اُن کا محبوب سے تعلق فرشتوں کو بھی تعجب میں ڈال دیتا ہے لیکن جاہل لوگ اُن پر ہنستے ہیں۔"

(ترجمہ از عربی۔ روحانی خزائن جلد پنجم ص ۳۹۴، ص ۳۹۵)

"جو لوگ خدا کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں وہ کسی کی بیعت کی حاجت نہیں رکھتے اور وہ اپنے رب کی طرف سے ہی سکھلائے جاتے ہیں اور سب علم وہ اُسی سے لیتے ہیں۔ اُسی سے وہ دیکھتے ہیں اور اُسی سے سُنتے ہیں۔ اور اُسی سے بولتے ہیں۔ اُن میں اللہ کی روح سکونت رکھتی ہے پس وہ اس روح سے بولتے ہیں اور اس سے ہر ایک سلیم الفطرت کو منور کرتے ہیں اور اُسی سے افاضہ کرتے ہیں اور اسی سے علم کے خزانوں پر اطلاع پاتے ہیں اور اللہ کی حجت منکرین پر قائم کرتے ہیں اور اللہ سے وہ مدد دیئے جاتے ہیں۔"

(ترجمہ از عربی۔ روحانی خزائن جلد پنجم ص ۴۰۹ - ۴۱۰)

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب کی

تشویشناک علالت

اور خصوصی درخواستِ دعا

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب کی صحت تشویشناک طور پر خراب ہو گئی ہے بدھ ۱۴ نومبر کے روز انہیں خون دیا گیا اس کے علاوہ مزید بھی خون دیا جائے گا حضرت چوہدری صاحب ایک عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں وہ لاہور میں اپنے داماد محترم چوہدری حمید نصر اللہ خانصاحب کے ہاں مقیم ہیں اور اعلیٰ ترین ڈاکٹران کا علاج کر رہے ہیں۔ احباب کرام خصوصیت سے حضرت چوہدری صاحب کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل فرمائے اور حضرت چوہدری صاحب کو معجزانہ طور پر صحت عطا فرمائے اور برکتوں اور فضلوں سے معمور فعال اور نافع الناس زندگی عطا فرمائے آمین

خدا پر کامل ایمان چاہیئے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"جب تک انسان اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان نہیں رکھتا اور اس کے وعدوں پر سچا یقین نہیں کرتا اور ہر ایک مقصود کا دینے والا اسی کو نہیں سمجھتا اور کامل اصلاح اور تقویٰ اختیار نہیں کر لیتا۔ تو اس وقت تک حقیقی راحت دستیاب نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وھو یتولی الصالحین یعنی جو صلاحیت اختیار کرتے ہیں خدا تعالیٰ ان کا متولی ہو جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم ص ۵۲)

محترم حاجی علم الدین صاحب چک ۹۳ ہاروالی آباد کی صحت ٹھیک نہیں رہتی۔ بعض پریشانیوں سے دوچار ہیں احباب جماعت سے ان کو صحت عطا ہونے اور پریشانیاں دور ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے

(منیر احمد۔ دارالنصر غربی۔ ربوہ)

پبلشر: مسعود احمد، طابع: سید عبدالحیٔ، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقامِ اشاعت روزنامہ الفضل، دارالرحمت غربی ربوہ قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
۲۲ صفر ۱۴۰۵ھ
۱۷ نبوت ۱۳۶۳ ہش

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ

اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے جتنی بھی عبادات مقرر کی ہیں اور انہیں جتنے بھی دیگر نیک اعمال بجالانے کا حکم دیا ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ ان کے ذریعہ سے اُس کے بندے اس کا قرب حاصل کریں۔ اُس کے بندے جتنا زیادہ اُس کے قریب ہوتے ہیں وہ اتنی ہی زیادہ ان کی دعائیں قبول کرکے انہیں اپنی رحمتوں اور برکتوں سے نوازتا ہے۔ رحمتوں اور برکتوں سے نوازا جانا اس امر پر دال ہوتا ہے کہ انہیں اپنے رحمٰن و رحیم خدا کا قرب حاصل ہے۔

جہاں تک عبادات کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا قرب میسر آنے کا تعلق ہے وہ اس آیۂ کریمہ سے ظاہر ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ (البقرہ آیت ۱۸۷)

اور (اے رسول!) جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو (تو جواب دے کہ) میں (ان کے) پاس ہی ہوں (اس کا ثبوت یہ ہے کہ) جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔

اس آیت میں دعا سے مراد اُس دعا کے علاوہ جو انسان کسی وقت بھی خدا سے مانگتا ہے) بدرجۂ اولیٰ نماز بھی ہے کیونکہ نماز اپنی ذات میں از اول تا آخر دعاؤں پر ہی مشتمل ہوتی ہے۔ ہر نمازی نیت باندھ کر ایک طرح سے سب طرف سے منقطع ہو کر خدا تعالیٰ کی جناب میں حاضر ہو جاتا ہے اور اسے کم سے کم یہ احساس ضرور ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اس قدر حضور قلب سے نماز ادا کرو کہ تمہیں یہ احساس ہو کہ تم خدا کے سامنے کھڑے ہو اور اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ نہیں تو کم از کم یہ احساس تمہیں ضرور ہونا چاہیئے کہ تمہارا خالق و مالک اور پروردگار تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اور پھر ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان سجدہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے اس لئے بندوں کو چاہیئے کہ وہ سجدوں میں بہت دعا کیا کریں۔ اس سے ظاہر ہے کہ نماز اور تمام دیگر عبادات خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا بہت ہی اہم اور مؤثر ذریعہ ہیں۔

اسی طرح دیگر نیکیاں جو انسان بجالاتے ہیں وہ بھی انہیں خدا تعالیٰ کے قریب کرنے کا موجب بنتی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس حقیقت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَیُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

(التوبہ آیت ۹۹)

اور دیہاتیوں (اور جنگلوں میں رہنے والے عربوں) میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور یوم آخرت پر (سچا) ایمان لاتے ہیں اور (خدا کی راہ میں) جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے (خدا تعالیٰ کی) قربت اور رسول کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ سنو! یہ فعل ضرور ان کے لئے (خدا کی) قربت کا ذریعہ ہوگا۔ ضرور اللہ ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا کیونکہ اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف عبادات از قسم نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ اور اسی طرح دیگر نیک اعمال از قسم صدقہ و خیرات وغیرہ اسی لئے مقرر کئے ہیں کہ اُس کے بندے پورے حضور قلب اور صدق نیت سے انہیں بجالا کر اس کا قرب حاصل کریں اور اس کی قربت کی عظیم الشان برکات سے مستفیض ہوں۔ لیکن بسا اوقات دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض لوگ انکی کماحقہ بجا آوری میں کسی قدر سستی یا غفلت کے مرتکب ہونے کے نتیجہ میں یہ قرب حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ نیز بعض اوقات نیت میں فتور ہونے کی وجہ سے نیک اعمال حبط بھی ہو جاتے ہیں اور انہیں بجالانے کے باوجود انسان اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کر پاتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان اختیاری اعمال کے علاوہ اپنے بندوں کو اپنا قرب عطا کرنے کا ایک اور سلسلہ بھی مقرر کیا ہے اور وہ ہے قضاء و قدر کا سلسلہ۔ اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں کو ضرور اپنے قرب اور اس کی عظیم الشان برکات سے بعجلت نوازنا چاہتا ہے انہیں وہ قضا و قدر کے طور پر بعض ابتلاؤں میں سے گزارتا ہے چنانچہ جب وہ ابتلاؤں کے دوران صبر و استقامت کا اعلیٰ نمونہ پیش کرکے اپنی تکلیف کے ازالہ کے لئے اس سے دعائیں کرتے ہیں تو وہ ان کی دعاؤں کو قبول کرکے انہیں اپنا قرب عطا کر دیتا ہے اور اپنی رحمتوں اور برکتوں کے دروازے ان پر کھول دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ حصول قربت کے اس ذریعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝

(البقرہ آیات ۱۵۶-۱۵۷)

اور ہم تمہیں کسی قدر خوف اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور ثمرات کی کمی کے ذریعہ سے ضرور آزمائیں گے اور (اے رسول!) تو ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دے۔ ان پر جب بھی کوئی مصیبت آئے (تو گھبراتے نہیں بلکہ یہ) کہتے ہیں ہم تو اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے برکتیں (نازل ہوتی) ہیں اور رحمت (بھی) اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

قضا و قدر کے طور پر آنے والے ابتلاؤں میں پوشیدہ اس حکمت کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

(۱) "خدا تعالیٰ نے اپنی قضا و قدر کے راز مخفی رکھے ہیں۔ اور اس میں ہزاروں مصالح ہوتے ہیں۔ میرا تجربہ یہ ہے کہ کوئی انسان بھی اپنے معمولی مجاہدات اور ریاضت سے وہ قرب نہیں پا سکتا۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ابتلاء آنے پر پا سکتا ہے۔ زور کا تازیانہ اپنے بدن پر کون مارتا ہے۔ خدا تعالیٰ بڑا رحیم و کریم ہے۔ ہم نے تو آزمایا ہے کہ ایک تھوڑا سا دکھ دیکر بڑے بڑے انعام و اکرام عنایت فرماتا ہے۔"

(الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۷ء)

(۲) "خدا بڑی دولت ہے۔ اس نے یہ کبھی نہیں کیا کہ جو اس کے ہو کر رہتے ہیں ان کو بھی تباہ کر دیا ہو اس کے (بھیجے ہوئے) امتحان میں استقلال اور ہمت سے کام لینا چاہیئے۔ یاد رکھو کہ امتحان ہی وہ چیز ہے جس سے انسان بڑے بڑے مدارج حاصل کر سکتا ہے۔ نری نمازیں اور دنیا کے لئے فکریں کچھ چیز نہیں۔ مومن کو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے قضا و قدر کے ساتھ شکوہ نہ کرے اور رضا بالقضا پر عمل کرنا سیکھے۔ اور جو ایسا کرتا ہے میرے نزدیک وہی صدیقوں، شہیدوں اور صالحوں میں سے ہے" (ایضاً)

"وَمَنْ یَّشْكُرْ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ" (لقمٰن: ۱۳)

اور جو شخص بھی شکر کرتا ہے اس کے شکر کرنے کا فائدہ اسی کی جان کو پہنچتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مصائب و شدائد میں پوشیدہ حکمتیں

(مکرم مقصود احمد طاہر صاحب - ربوہ)

قرآن شریف میں ارشاد ہوتا ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ ۝ (سورۃ البلد آیت ۵)

ترجمہ:۔ ہم نے یقیناً انسان کو رہین محنت بنایا ہے

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ۝

(سورۃ الحدید آیت: ۲۳)

یعنی جتنی مصیبتیں زمین میں اور تمہاری ذات پر نازل ہوتی ہیں ان کو پیدا کرنے سے پہلے ہی ہم نے کتاب مبین میں لکھ رکھا ہے اور یہ بات اللہ کے اوپر آسان ہے۔ پھر قرآن کریم میں یہ بھی آتا ہے کہ

ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِیْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِیًّا ۝ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِیًّا ۝ (مریم آیت ۷۱، ۷۲)

ترجمہ:۔ اور ہم خوب جانتے ہیں کہ ان میں سے کون دوزخ میں جانے کے زیادہ قابل ہے تم میں سے ہر شخص اس (دوزخ) میں جانیوالا ہے۔ یہ خدا کا ایسا پکا وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا۔

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخیں دو ہیں ایک اس دنیا کی۔ ایک اگلے جہان کی۔ یہ جو فرمایا ہے ہر ایک شخص دوزخ میں جائے گا اس سے یہ مراد نہیں کہ ایمان والے بھی دوزخ میں جائیں گے بلکہ یہ مراد ہے کہ ایمان والے دوزخ کا حصہ اسی دنیا میں پا لیتے ہیں۔ ورنہ قرآن مجید کی رو سے اگلے جہان میں دوزخ میں کبھی نہیں جائیں گے کیونکہ قرآن کریم اہل ایمان کے متعلق فرماتا ہے

لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا

کہ وہ دوزخ سے اتنے دور رہیں گے کہ وہ اس کی آواز بھی نہیں سن سکیں گے۔ پس اہل ایمان کے دوزخ میں جانے سے مراد ان کا دنیا میں تکلیف اٹھانا ہے۔

اہل ایمان دنیا کی تکالیف پر جب اضطراب کی حالت میں ہوتے ہیں اس وقت وہ بڑے ہی خشوع و خضوع سے خدا کے آگے روتے، گڑگڑاتے اور گریہ وزاری کرتے ہیں۔ ان کا یہ رونا اور گڑگڑانا خدا کو بہت پسند ہے اس کے مقابل کافروں کے لیے یہ دنیا جنت ہے کیونکہ وہ آزاد اور بے مہار پھرتے ہیں اور ان کی سب حاجتیں اس مادی دنیا میں پوری ہو جاتی ہیں اور آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوتا اور یہی آزمائش ایمان والے اور کافر کے درمیان امتیاز کرنے کی کسوٹی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ (سورۃ الملک آیت ۳)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے موت اور زندگی کو پیدا کیا کہ تمکو آزمائے کہ کون تم میں سے اچھے کام کرتا ہے۔

اہل اللہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دوستانہ معاملہ رکھا ہے جس طرح کبھی ایک دوست دوسرے کی بات مان لیتا ہے اور کبھی اپنی منواتا ہے اسی طرح اگر انسان یہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ ایک کمزور رعایا کی طرح انسان کی ہر ایک بات مانتا ہی چلا جائے تو یہ فہم کا نقص ہے۔ انسان چونکہ تکمیل کا محتاج ہے اسلیے بعض دفعہ اُسے سزا دینے کی بھی ضرورت پڑتی ہے تاکہ وہ صدق و وفا اور ثبات قدم میں کامل ثابت ہو قرآن کریم سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کی تکمیل کے لیے ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے جیسا کہ فرمایا

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۝

(سورۃ عنکبوت آیت ۳)

یعنی کیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف اٰمَنَّا کہہ دینے سے چھوڑ دیئے جائیں گے اور وہ فتنوں میں نہ پڑیں گے (یعنی ان کی آزمائش نہ ہوگی)

حضرت مسیح موعود اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:۔

"کہ جب تک انسان نہ آزمایا جاوے.... وہ کب ولی بن سکتا ہے۔ ایک مجلس میں حضرت بایزیدؒ وعظ فرما رہے تھے تو انہوں نے ایک قصہ کے رنگ میں یہ بیان شروع کیا کہ ایک جگہ مجلس میں رات کے وقت ایک لیمپ میں پانی سے ملا ہوا تیل جل رہا تھا۔ تیل اور پانی میں بحث ہوئی۔ پانی نے تیل کو کہا کہ تو کثیف اور گندہ ہے اور باوجود کثافت کے میرے اوپر آتا ہے۔ میں ایک مصفا چیز ہوں اور طہارت کے لیے استعمال کیا جاتا ہوں لیکن نیچے ہوں اس کا باعث کیا ہے تیل نے کہا کہ جس قدر صعوبتیں میں نے جھیلی ہیں تو نے کہاں وہ جھیلی ہیں۔ جن کے باعث یہ بلندی مجھے نصیب ہوئی ایک زمانہ تھا جب میں بویا گیا۔ زمین میں مخفی رہا خاکسار ہوا پھر خدا کے ارادہ سے بڑھا۔ بڑھنے نہ پایا کہ کاٹا گیا۔ پھر طرح طرح کی مشقتوں کے بعد صاف کیا گیا۔ کوہو میں پیسا گیا پھر تیل بنا اور آگ لگائی گئی۔ کیا ان مصائب کے بعد بھی میں بلندی حاصل نہ کرتا۔ یہ ایک مثال ہے کہ اہل اللہ مصائب و شدائد کے بعد درجات پاتے ہیں"

بانیان مذاہب اور ان کے پیروؤں کو جو جسمانی تکالیف پہنچیں وہ ان کے کسی گناہ کے عوض میں نہ تھیں بلکہ اس کا اصل سبب یہ ہے کہ بانیان مذاہب صبر و تحمل اور استقلال کا نمونہ تھے اگر انہیں مصیبتیں نہ پہنچتیں تو بنی نوع انسان کے لیے کوئی ایسا نمونہ نہ ہوتا جس پر وہ کشادہ پیشانی کے ساتھ چلتے۔ بانیانِ مذاہب مصیبتوں اور ابتلاؤں میں کوہِ وقار بن کر عام انسانوں کو استقلال اور تحمل کا سبق دے گئے۔ دینی نقطہ نگاہ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کی مصیبتیں خوشی سے بدل جاتیں اور وہ ہمیشہ عمدہ زندگی بسر کرتے۔ واضح ہو کہ دنیا نعمت کے لیے نہیں ہے وہ آخرت ہی ہے جو نعمتوں اور آسائشوں کے لیے تیار کی گئی ہے چونکہ دنیا اور آخرت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اس لیے ایک میں نعمتیں پانا دوسرے میں رنج و الم کا باعث ہوگا۔

پس انسان دنیا میں جس قدر رنج و الم کے ساتھ رہے گا اگلے جہان میں اسی قدر زیادہ آرام و آسائش میں رہے گا۔ دنیا کی بقاء کو آخرت کی بقا سے اتنی بھی نسبت نہیں جتنی نسبت قطرہ کو بحر محیط کے ساتھ ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کو اپنے فضل و کرم سے اس جگہ کی چند روزہ محنت و مصیبت میں مبتلا کیا تاکہ ان کو دائمی نعمتوں سے محظوظ و مسرور فرمائے اور دنیا داروں اور دشمنانِ حق کو دنیا میں تھوڑی سی لذتوں کے ساتھ محظوظ کر دیا تاکہ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہو اور تاکہ آخرت میں بے شمار رنج و الم میں گرفتار رہیں۔

پس درج بالا امور کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اہل اللہ اور اہل ایمان پر ابتلاء و آزمائش وارد کرنے کی غایت یہ ہوتی ہے کہ۔ (۱)

(۱) تا اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر پیار کا اظہار کرے کیونکہ جب ایک بندہ اس بچہ کی طرح جو خطرہ اور مصیبت کے وقت ماں کی گود میں پناہ لیتا ہے، دنیا کے خطرات اور مصائب سے گھبرا کر اللہ تعالیٰ کی آغوش رحمت میں پناہ لیتا ہے اُس وقت اللہ تعالیٰ اسے اپنی آغوش رحمت میں چھپا لیتا ہے اور پہلے سے بھی بڑھ کر پیار کا اظہار فرماتا ہے۔

(۲)

تا وہ دنیا کے لیے ایک نمونہ ٹھہریں اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ کے بندوں پر ابتلاء آتے ہیں تو اس لیے نہیں آتے کہ انہیں ہلاک کر دیں۔ بلکہ اس لیے آتے ہیں کہ تا دنیا کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ انہیں خطرات سے کیسے محفوظ رکھتا ہے۔ اور وہ کس طرح صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اس طرح وہ دنیا والوں کے لیے ایک نمونہ چھوڑتے ہیں۔

(۳)

تا حق و باطل میں تمیز ہو سکے۔ کیونکہ ابتلاء ہمیشہ اہل اللہ پر آتے ہیں۔ لیکن ان کا خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔ مخالفین اور دشمنانِ حق پر جو مصائب آتے ہیں وہ عذاب کی صورت میں آتے ہیں اور وہ عذاب انہیں مادی اور روحانی دونوں طور پر تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ اس طرح حق و باطل کی پہچان ہو جاتی ہے۔ دنیا دار الابتلاء ہے جس میں باطل حق کے ساتھ اور جھوٹ سچ کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ پس حق و باطل اور سچ و جھوٹ میں فرق دکھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ابتلاء رکھے ہیں

(۴)

ابتلاء و آزمائش اس لیے بھی آتی ہے تا انسان کو آرام و آسائش کی قدر و قیمت معلوم ہو۔ یہ قانونِ قدرت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے ہر سختی اور مصیبت اور اذیت کے بعد راحت و آرام کے اسباب پیدا فرماتا ہے اور شکرِ نعمت پر اضافۂ نعمت فرماتا ہے لیکن راحت و آرام کی مٹھاس حاصل کرنے کے لیے کچھ تلخیاں اور مصائب بھی برداشت کرنے پڑتے ہیں اور صبر و شکر کی جزا ہمیشہ وسعتِ رزق اور سکونِ قلب ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۴۶۳)

—(۵)—

تا انسان اپنی حقیقت سے آگاہ ہو اور عاجزانہ راہیں اختیار کرے اور یہ تو ظاہر ہے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر عاجزانہ راہیں اختیار کرتا ہے اور اپنے تئیں تذلل اختیار کرتا ہے اور انکساری سے گردن جھکاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے درجات بلند کرتا ہے۔ اہل اللہ نے حزن و غم کو اعلیٰ درجہ کا مجاہدہ قرار دیا ہے کہ اس سے نفس کو طہارت حاصل ہوتی ہے جو کہ آثارِ عبودیت سے ہے

—(۶)—

تا قبولیت دعا کا نشان ظاہر ہو اور لذتِ خداوندی کو دیکھ کر اہلِ ایمان کا ایمان بڑھے اور دشمنانِ حق اس سے ہدایت پکڑیں۔

—(۷)—

یہ ابتلاء اس لیے بھی آتے ہیں تا کہ اہلِ ایمان کے رجوع الی اللہ میں اضافہ ہو اور ان کے درجات بلند ہوں اور امتحان و آزمائش کے بعد ان کو غیر معمولی انعامات سے نوازا جائے۔

بندگانِ خدا کا امتحان لیتے وقت دو صورتیں ہوتی ہیں۔

(۱) عوام الناس کو جتانے کے لیے

(۲) اور انہیں عبرت دلانے کے لیے۔

انبیاء۔ اولیاء اور اہلِ ایمان کا امتحان صرف اس لیے ہوتا ہے کہ انہیں بڑے عہدے اور بلند تر مقام کی طرف لے جانا مقصود ہوتا ہے اس لیے اس امتحان کی غائت یہ ہوتی ہے کہ تا عوام کی نظروں میں وہ ان عہدوں کے مستحق ثابت ہوں۔

—(۸)—

یہ ابتلاء مومنوں پر غفرِ ذنوب کے لیے اور تزکیۂ نفس کے لیے آتے ہیں۔ یعنی جب اہلِ ایمان ابتلاؤں میں مضطرانہ حالت میں خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے ہیں اور اس سے مغفرت طلب کرتے ہیں تو خدا ان کی خطائیں اور لغزشیں معاف کرتا ہے جس کے نتیجہ میں انکا تزکیۂ نفس ہوتا ہے۔

—(۹)—

یہ ابتلاء اس لیے آتے ہیں کہ اہلِ ایمان کی علمی اور عملی حالت اپنے درجہ کمال تک پہنچ جائے۔

—(۱۰)—

تا بندہ کو خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں اپنا مقام بے بسی معلوم ہو۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"دنیا ایسی ہے کہ یہ آرام کی جگہ نہیں بلکہ ایک خارستان ہے خوشی کی جگہ نہیں۔ اس کے ساتھ آلام و اسقام لگے ہوتے ہیں..... اس سے بھی انسان کو سبق ملتا ہے۔ اس پر دنیا کی بے ثباتی اور حقیقت منکشف ہوتی ہے"

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۴۶۳)

—(۱۱)—

تا ایمان والوں کی اصلاح ہو اور جو عبادت میں کمی رہ گئی ہو اس کا کفارہ ادا ہو سکے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے پیاروں کو مفاسد میں پھنسا ہوا دیکھنا نہیں چاہتا۔ بلکہ ہر دم انہیں ظاہر و باطن میں پاک دیکھنا چاہتا ہے تا کہ وہ اسے اپنی پاک ہستی کے قریب رکھ سکے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ابتلاؤں اور آزمائشوں کی بھٹی میں سے گزارتا ہے تا وہ اس طرح بن جائیں جیسا کہ سونا آگ میں پڑ کر کندن بن جاتا ہے۔ ؎

جب سونا آگ میں پڑتا ہے تو کندن بن کے نکلتا ہے

—(۱۲)—

ابتلاء کا زمانہ اس لیے آتا ہے کہ تا اہل اللہ کو اپنی قدر و منزلت اور قابلیت کا پتہ چل جائے اور ظاہر ہو جائے کہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر راستبازوں کی طرح ایمان لاتا ہے صادق الایمان اس مقام پر ڈرتا یا گھبراتا نہیں ہے بلکہ آگے ہی آگے قدم بڑھاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"درحقیقت انسان کا تقویٰ تب محقق ہوتا ہے جب کہ اس پر کوئی مصیبت وارد ہو۔ جب وہ تمام پہلو ترک کر کے خدا تعالیٰ کے پہلو کو مقدم کرے اور آرام کی زندگی کو چھوڑ کر تلخ زندگی قبول کرے تب حقیقی تقویٰ حاصل ہوتا ہے"

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۸۶)

ایک دوسری جگہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"بلا جو انسان پر آتی ہے وہ اس کے نفس کی وجہ سے آتی ہے خدا تعالیٰ ظلم نہیں کرتا ہاں کبھی کبھی صادقوں پر بھی بلا آتی ہے مگر دوسرے لوگ اسے بلا سمجھتے ہیں درحقیقت وہ بلا نہیں ہوتی وہ ایلام برنگ انعام ہوتا ہے اس لیے خدا تعالیٰ کے ساتھ ان کا تعلق بڑھتا ہے اور ان کا مقام بلند ہوتا ہے"

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۱۱۷)

—(۱۳)—

اہل اللہ پر مصائب اس لیے آتے ہیں تا خدا تعالیٰ ان کے ذریعہ امتحان لے کر انہیں بڑے بڑے انعامات دے۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے اپنی قضاء و قدر کے راز مخفی رکھے ہیں اور اس میں ہزاروں مصالح ہوتے ہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ کوئی انسان بھی اپنے معمولی مجاہدات اور ریاضات سے وہ قرب نہیں پا سکتا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ابتلاء آنے پر پا سکتا ہے۔ زور کا تازیانہ اپنے بدن پر کون مارتا ہے۔ خدا تعالیٰ بڑا رحیم و کریم ہے ہم نے تو آزمایا ہے ایک تھوڑا سا دکھ دے کر بڑے بڑے انعام و اکرام عنایت فرماتا ہے"

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۳۸۱)

—(۱۴)—

ابتلاء اہل ایمان کے ایمان کو مضبوط کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہوتے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"ابتلاء مومن کے ایمان کو مضبوط کرنے کا ایک ذریعہ ہوتا ہے کیونکہ اس وقت روح میں عجز و نیاز اور دل میں ایک سوزش اور جلن پیدا ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کے آستانہ پر پانی کی طرح گداز ہو کر بہتا ہے۔ ایمان کامل کا مزا ہم و غم ہی کے دنوں میں آتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۳۶)

—(۱۵)—

ابتلاء انسان کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ جب اپنے بندہ کو اپنا مقرب و برگزیدہ قرار دیتا ہے تو اس پر اپنی بے پایاں نعمتیں بسیط فرما دیتا ہے اور یہ باطنی اور ظاہری نعائم صدہا زمانہ تک اس کے پاس رہتی ہیں۔ اور وہ ان سے متمتع ہوتا ہے حتیٰ کہ جب وہ ان میں مشغول و منہمک ہو کر غفلت اختیار کرنے لگتا ہے اور اپنے خالق و مالک کو فراموش کر دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی یہ کیفیت دیکھ کر اصلاح احوال کے لئے اسے مصائب میں مبتلاء کر دیتا ہے پھر وہ بندہ اپنے ان حالات کی وجہ پر غور کرنے لگتا ہے اور اسے اپنے ظاہری و باطنی تغیرات سے محسوس ہوتا ہے کہ اس تغیر کا باعث اس کی غفلت و معصیت ہے پس وہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ و ندامت کے ساتھ صراطِ مستقیم کی جانب رجوع کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں دی جاتی ہیں۔ اور سابقہ تلف شدہ نعمتیں وسعت و افراط سے اس کو دوبارہ عطا فرمائی جاتی ہیں۔

—(۱۶)—

انسان جب مصائب و آفات میں محصور ہوتا ہے تو اپنی فطری کمزوریوں کے باعث اپنے حقیقی مشکل کشا اور قاضی الحاجات کی بجائے مخلوقات کی جانب رجوع کرتا ہے لیکن چونکہ استمداد کا یہ طریقہ توحید اور منشائے الٰہی کے خلاف ہے۔ لہٰذا اس کی مصیبت و پریشانی رفع نہیں ہوتی اور وہ آخر کار مخلوقات سے منحرف و بیزار ہو کر اپنے خالق حقیقی کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے اور اس کے ذکر اور حمد و ثناء میں محو ہو کر اس سے اپنی حاجات طلب کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ ابتداء میں اس کی دعاؤں کی قبولیت میں کچھ تاخیر کرتا ہے لیکن بندہ مایوس نہیں ہوتا بلکہ وہ اور خدا تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے اور اس سے مدد و نصرت طلب کرتا ہے اور بالآخر اس کا رونا اور گڑگڑانا خدا کو پسند آتا ہے اور ابتلاء و آزمائش کی گھڑیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اور اس طرح اس کا رشتہ عشق و محبت حق تعالیٰ کے ساتھ مضبوط و مستحکم ہو جاتا ہے۔ یہی ابتلاؤں آزمائشوں کا فلسفہ یہی دعا کا مقصود اور یہی عین منشاء الٰہی ہے۔ ابتلاؤں کے وقت دعاؤں کی قبولیت میں تاخیر ہونے کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"دعاؤں کی قبولیت کی تاخیر کے وقت یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اول تو دنیا کے تمام کاروبار تدریجاً ہوتے ہیں مثلاً دیکھو ایک انسان کے بچہ کو جوان بننے کے لئے کس قدر توقف ہوتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے قدرتی امور کا نفاذ بھی تدریجاً ہوتا ہے پھر اس توقف میں یہ مصلحت الٰہی ہوتی ہے کہ انسان اپنے عزم اور عقدِ ہمت میں پختہ ہو جائے اور اسے معرفت الٰہی میں استحکام اور پورا پورا رسوخ حاصل ہو۔ کیونکہ قاعدہ کی بات ہے کہ انسان جس قدر اعلیٰ مراتب اور مدارج کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اسی قدر اسے زیادہ اور سخت محنت اور وقت کی ضرورت ہوتی ہے پس استقلال اور ہمت ایک ایسی عمدہ چیز ہے کہ اگر یہ نہ ہو تو انسان کامیابی کی منازل کو طے نہیں کر سکتا۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۸۵)

—(۱۷)—

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مصائب و شدائد میں اس لئے ڈالتا ہے کہ تا وہ مخلوقات سے بے زار و برگشتہ ہو کر اپنے رب کی طرف زیادہ سے زیادہ رجوع کریں اور اس سے دعائیں مانگیں کیونکہ وہ ان کی دعاؤں اور گریہ و زاری کو بہت پسند فرماتا ہے اور ان کو قبول کرتا ہے۔ تا کہ وہ اپنے جود و کرم انتہائی وسعت و فیاضی کے ساتھ ان کا اظہار فرمائے۔ جب ایسے بندے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض حاجات کرتے ہیں تو خود اللہ تعالیٰ کا جود و کرم اجابت و قبولیت دعا کا تقاضا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتا ہے

-: (۱۸) :-

پس انبیاء کرام اور ان کے پیروکار کو جب تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو محض ان کی تکمیل اور رفع درجات اور ان کے صدق و صفا کے اظہار کے لئے نازل ہوتی ہیں۔

-: (۱۹) :-

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ ہر دکھ اور غم خوشی کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ پس اہل ایمان پر جب ابتلاء آئے تو اسے گھبرانا نہیں چاہیئے بلکہ اسے آنے والی خوشیوں کا انتظار کرنا چاہیئے اور اسے چاہیئے کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسی دوسرے سے شکایت نہ کرے یہ بے صبری ہے

اور یہ نتیجہ ہوتا ہے لاعلمی کا چونکہ انسان کو جس بات کا علم نہ ہو اس پر صبر نہیں کر سکتا۔ جیسے کہ جراح جس وقت فصد کھولتا ہے یا کسی عضو کو کاٹتا ہے تو اگر عضو کٹوانے والے یا فصد کھلوانے والے کو اس بات کا علم ہو کہ آئندہ کس قدر فائدے حاصل ہونگے اور کیسے کیسے مفید نتائج مترتب ہوں گے اور یہ معمولی سی تکلیف ہمیشہ کے لئے آرام کا باعث ہوگی تو وہ اس تکلیف پر صبر کرے گا اور خوشی سے فصد کھلوائے گا۔ پس اسی طرح ایمان والوں کو مصائب کے وقت صبر کرنا چاہیئے تا وہ انعام الٰہی کے مستحق ٹھہریں۔

-: (۲۰) :-

نیکیوں میں ثواب و تقرب کی ایک وہ صورت بھی ہے جو انسان کو بلا ارادہ و اختیار حاصل ہو جایا کرتی ہے جیسے کہ دنیوی مصائب، آلام اور بیماریاں وغیرہ کہ یہ مختلف معانی اور حیثیتوں کے لحاظ سے نیکیوں میں شمار ہونے لگتی ہیں مثلاً یہ کہ رحمت الٰہی کسی اپنے بندے کے عمل کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور عالم اسباب کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ اسے تنگی میں مبتلا کر دیا جائے۔ ایسے موقع پر یہ رحمت اس بندے کے نفس کی تکمیل کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے اور اس تنگی کے ذریعہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور اس کے حق میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ جب کسی بندے پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں اور زمین خداوندی اس پر تنگ ہو جاتی ہے اور دنیا کی ساری خوشگواریاں اس سے چھین لی جاتی ہیں تو اس وقت اس بندے کے تمام طبعی حجابات اور پردے ٹوٹ جاتے ہیں اور اس کا قلب خدا کے سوا تمام سے متنفر ہو جاتا ہے۔

-: (۲۱) :-

خدا تعالیٰ کے پیارے بندے جب تک چند روزہ محنت و بلیات کو برداشت نہ کرتے تو آخرت کی لذت و نعمت کی قدر نہ جانتے اور اپنی صحت و عافیت کی نعمت کو کماحقہ معلوم نہ کر سکتے۔ جب تک بھوک نہ ہو طعام کی لذت نہیں آتی اور جب تک مصیبت میں مبتلا نہ ہوں فراغت و آرام کی قدر معلوم نہیں ہوتی گویا ان کی چند روزہ مصیبتوں سے مقصود و مطلوب یہ ہے کہ ان کو دائمی نعمت کامل طور پر حاصل ہو۔ اہل ایمان ابتلاؤں سے ویسے ہی لذت حاصل کرتے ہیں جیسے کہ نعمتوں سے بلکہ ابتلاؤں اور آزمائشوں سے زیادہ محظوظ ہوتے ہیں کیونکہ ان میں محبوب کی رضا ہوتی ہے اور نعمتوں میں یہ مزا نہیں کیونکہ نفس نعمتوں کو چاہتا ہے اور بلا و مصیبت سے بھاگتا ہے۔

-: (۲۲) :-

ابتلاؤں کا ایک سبب یہ بھی ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بعض مقرب و برگزیدہ بندوں کی زندگی میں بطور ابتلاء وارد ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ ان بندوں کے ایمان اور صبر و توکل کو دنیا پر آشکار کرتا ہے اور پھر مصائب و آفات کے باعث ان کے ایمان و توکل کو آزماتے ہوئے دنیا و عقبیٰ میں ان کے درجات بلند فرماتا ہے۔ اور صبر و توکل کی وجہ سے اجر عظیم عطا فرماتا ہے۔

-: (۲۳) :-

ابتلاء کی علامت جو انسان کو گناہوں سے پاک و صاف کرتی ہے یہ ہے کہ اس کے دوران اہل ایمان کی زندگی میں صبر جمیل پایا جاتا ہے اور وہ مادہ پرستی سے بیزار ہو کر ذکر و فکر میں مصروف رہتا ہے۔ نیز مصائب کے باعث مضطرب نہیں ہوتا بلکہ راست بازی اختیار کر کے اپنی حاجات و ضروریات اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتا ہے اور اس سے اعانت کا خواستگار رہتا ہے۔

-: (۲۴) :-

رنج و بلا کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ محب صادق اور مدعی کاذب کے درمیان تمیز ہو جاوے اگر صادق ہے تو بلا کے آنے سے محظوظ ہوگا اور اگر دائمی کاذب ہے تو بلا سے کراہت و رنج اس کو نصیب ہوگا۔ اس مقام پر آ کر محب صادق کا درجہ بڑھایا جاتا ہے۔ اس کو آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔ اگر وہ محب کامل ہو تو وہ کبھی محبوب حقیقی سے اپنی نظر نہیں ہٹاتا اور اپنے تمام احوال میں اسکو اپنے محبوب ہی کا وصال ہوتا ہے اس مقام پر محب اپنے خون میں ہزار بار نہاتے اور بلا کی دار پر سینکڑوں مرتبہ کھینچا جائے۔ خدا کو پانے کی آرزو اس کے دل میں تیز تر ہوتی جاتی ہے۔ اسی مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔

(سورۃ البقرہ آیت ۱۶۶)

یعنی جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ (ہی) سے محبت کرتے ہیں۔

-: (۲۵) :-

اہل ایمان پر ابتلاء آنے کی غایت یہ بھی ہوتی ہے کہ تا اس سے اہل اللہ کے بعض اخلاق پوشیدہ کو ظاہر کیا جاوے ابتلاؤں اور معجزات کا چولی دامن کا ساتھ ہے بلکہ ہر ایک معجزہ ابتلاء سے وابستہ ہے۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

"خدا کی محبت یہی ہے کہ ابتلاء میں ڈالتا ہے اور اس سے اپنے بندے کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے مثلاً کسریٰ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گرفتاری کا حکم نہ دیتا تو یہ معجزہ کہ وہ اسی رات مارا گیا کیسے ظاہر ہوتا۔ اور اگر مکہ والے لوگ آپؐ کو نہ نکالتے تو اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا کی آواز کیسے سنائی دیتی"

(ملفوظات جلد دہم)

پس دنیا و آخرت کے باہم نقیض ہونے کے باعث اہل اللہ کے لئے محنت و بلا کا ہونا ضروری ہے تا کہ آخرت کی نعمتیں ان کے حق میں خوشگوار ہوں۔ پس یہ اُخروی نعمت کس قدر اعلیٰ دولت ہے کہ چند روزہ محنت کے عوض دائمی سخت عذاب دور ہو جاوے۔ ایسا معاملہ اہل اللہ کے ساتھ ہی ہو سکتا ہے دوسروں سے نہیں پس ثابت ہوا کہ اہل اللہ اور خدا کے پیارے ہی دنیاوی رنج و بلا کے ذریعہ آزمائے جائیں اور دوسرے اس لائق نہیں کہ وہ خدا کی راہ میں دکھ دیئے جائیں اور ستائے جائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

نماز کیا ہے؟

(از تحریرات حضرت مسیح موعود:)

- نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو
- نماز گناہوں سے بچنے کا ایک آلہ ہے
- نماز ایک معراج ہے۔
- نماز تمام سعادتوں کی کنجی ہے۔
- نماز مشکلات کی کنجی ہے۔
- نماز دعا کی قبولیت کی کنجی ہے۔
- نماز بڑے بھاری درجہ کی دعا ہے۔
- انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے۔
- محبت الٰہی سے بھری ہوئی یاد الٰہی.... کا نام نماز ہے۔
- نماز اصل میں رب العزۃ سے دعا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔
- نماز کیا ہے ایک دعا۔ جو درد، سوزش اور حرقت کے ساتھ خدا تعالیٰ سے طلب کی جاتی ہے۔
- نماز کیا ہے۔ یہی کہ اپنے عجز و نیاز اور کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کرنا۔
- خدا تعالیٰ کی محبت اس کا خوف اسی کی یاد میں دل لگا رہنے کا نام نماز ہے۔
- خدا تعالیٰ کے قریب لے جانے والی کوئی چیز نماز سے زیادہ نہیں۔
- پاک جذبات کے پیدا کرنے کے واسطے خدا تعالیٰ نے نماز رکھی ہے۔
- نماز ایک سوال ہے جو کہ انسان جدائی کے وقت درد اور رقت کے ساتھ اپنے خدا کے حضور میں کرتا ہے۔

ماہ بماہ لازمی چندہ جات ادا کرنے سے ایک ماہ میں دو ماہ کا بار نہیں پڑتا۔

خادم کی ضرورت

حلقہ عزیز آباد کراچی میں بیت العزیز کے لئے ایک خادم کی ضرورت ہے۔ ضرورت مند اچھی صحت کا مالک ہو اور عمر ۴۰ اور ۵۰ سال کے درمیان ہونی چاہیئے۔ خواہشمند اپنی درخواستیں صدر صاحب کی معرفت خاکسار کو درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں۔

(مبارک احمد خزل سیکرٹری جماعت احمدیہ عزیز آباد۔ کراچی۔
A-41 بلاک ۸ عزیز آباد فیڈرل بی ایریا۔ کراچی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اذکروا موتاکم بالخیر

مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب مرحوم آف حافظ آباد

مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب آف حافظ آباد نہایت نیک مخلص خیر خواہ ہمدرد اور ملنسار انسان تھے۔ آپ خدام الاحمدیہ حافظ آباد کے قائد بھی رہے اور آج کل انصار کے زعیم تھے۔ نہایت اخلاص کے ساتھ سلسلہ کے کام کرتے تھے۔ سلسلہ کی ہر تحریک میں پیش پیش رہتے تھے سلسلہ کے کارکنوں کے ساتھ پورا پورا تعاون کرتے احترام سے پیش آتے اور مہمان نوازی کرتے تھے۔ مربیان کا خاص خیال رکھتے تھے خلافت احمدیہ کے نہایت وفادار تھے جو حکم مرکز کی طرف سے ملتا اس پر عمل کرتے تھے۔ زعیم انصار اللہ کے عہدہ پر فائز ہونے کی وجہ سے بعض دفعہ انصار بھائیوں کا چندہ اپنی جیب سے ادا کرتے رہتے تھے۔ ان میں سے بعض تو ادا کر دیتے مگر بعض سے کوتاہی ہو جاتی تب بھی آپ خاموش رہتے زیادہ اصرار نہ کرتے تھے۔

آپ اپنے پیشہ کے لحاظ سے بہت مقبول تھے نہ صرف شہر حافظ آباد میں بلکہ باہر دیہات میں بھی آپ کے علاج کی شہرت تھی کثرت سے لوگ آپ کے پاس علاج کے لئے آتے آپ کی تشخیص اور علاج سے مستفیض ہوتے۔ غریبوں کا خاص خیال رکھتے تھے۔ دوائی کی قیمت بہت معمولی وصول کرتے تھے بلکہ بعض دفعہ مفت دوائی دے دیتے تھے۔ اور مریضوں کو خوش خلقی سے ملتے ان کو حوصلہ اور تسلی دلاتے کہ خدا فضل کرے گا آپ نہ گھبرائیں۔ اللہ تعالیٰ صحت دے گا۔ اگر رات کے وقت کسی بیمار کے ورثاء آپ کو بلانے کے لئے آتے تو فوراً آپ بیمار کے لئے بلا فیس چلے جاتے فیس وصول نہ کرتے۔ طمع اور لالچ نہ کرتے تھے۔ دوائی کی قیمت نہایت مناسب وصول کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں شفا رکھی تھی آپ کی مقبولیت کی وجہ سے آپ کی وفات کی خبر شہر میں آناً فاناً پھیل گئی۔ کئی تو وفات کا یقین نہ کرتے تھے

ایک دن پہلے بالکل تندرست تھے جس رات وفات ہوئی اس رات بھی نو بجے رات کو دو مریضوں کو دیکھنے کے لئے ان کے گھر پر گئے ان کو دیکھ کر ان کے لئے دوائی تجویز کی گھر آنے کے بعد گیارہ بجے کے بعد طبیعت خراب ہو گئی۔ فوری طور پر علاج معالجہ کی کوشش کی گئی۔ ڈاکٹروں کو بلایا گیا۔ لیکن وقت مقرر آ چکا تھا۔ آپ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ جونہی آپ کی وفات کی خبر شہر میں پھیلی لوگ بہت کثرت کے ساتھ آپ کی جائے رہائش پر پہنچ گئے۔ نہ صرف مردوں کی کثرت تھی بلکہ عورتوں کا بھی ایک بڑا ہجوم تھا۔ جماعت کے احباب ارد گرد کی جماعتوں سے کثرت سے آپ کی وفات کی خبر سن کر پہنچ گئے۔ نہ صرف جماعت کے احباب بلکہ وہ احباب بھی جو ہم عقیدہ نہ تھے پہنچ گئے ایک بڑا ہجوم آپ کے جنازہ کے ساتھ تھا۔

آپ نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے اپنی زرعی زمین میں سے پینتالیس مرلہ زمین احمدیہ قبرستان کے لئے وقف کر دی تھی۔ اس میں آپ کی تدفین ہوئی۔

وفات کے وقت آپ ذکر الٰہی میں مصروف رہے۔ کلمہ طیبہ بار بار پڑھتے آیت کریمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ درود شریف اور دیگر ذکر اذکار کرتے ہوئے آپ اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام دے

آپ نے اپنی اولاد کے لئے جو بھی چھوٹے بچے ہیں اپنے بھائیوں کو کوئی وصیت نہ کی۔ ان کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کے تین بچے ہیں۔ بڑا لڑکا نعیم احمد میٹرک میں پڑھتا ہے چھوٹے بھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ تین بچیاں ہیں۔ بڑی بچی شادی شدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ ان کی پرورش اور ترقی کے سامان اپنے حضور سے مہیا فرمائے۔ ان کے بھائیوں کے خاندان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ جو ۴۵ مرلہ زمین احمدیہ قبرستان کے لئے وقف کی وہ صدقہ جاریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔ ان کے حقیقی بھائیوں اور دیگر افراد خاندان کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے اور صبر جمیل دے۔ آمین

(عبدالرحیم عارف حافظ آباد مانگٹ)

دعائے مغفرت

میری والدہ محترمہ فتح بی بی صاحب اہلیہ محترم عطاء محمد صاحب بعمر ۷۵ سال مورخہ ۱۰/۱۱/۸۴ بقضائے الٰہی اس جہان فانی سے کوچ کر گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحومہ انتہا درجہ کی نیک اور صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں صدقہ خیرات ان کا شیوہ تھا۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے سوگوار خاوند کے علاوہ دو لڑکے اور تین لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ مرحومہ عرصہ تقریباً تین ماہ یرقان کی تکلیف میں مبتلا رہیں لیکن انہوں نے کبھی بے صبری یا اپنی بیماری کا خدا تعالیٰ سے شکوہ نہ کیا اور بے حد صبر و تحمل سے یہ بیماری کا عرصہ کاٹا۔

ابھی ہم یہ صدمہ نہ بھول پائے تھے کہ میرا بھائی عزیزم طاہر کرم جو کہ فیصل آباد میں چاول کا کاروبار کرتا تھا، یرقان کی موذی مرض میں مبتلا ہو کر اکاون سال کی عمر میں والدہ کی وفات کے تین ہفتے بعد مورخہ ۱۰/۱۱/۸۴ کو دائمی مفارقت دے گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

اسی روز رات گیارہ بجے جنازہ فیصل آباد سے ربوہ لایا گیا۔ اور البیت المہدی میں قریشی فضل حق صاحب نے جنازہ پڑھایا اور اسی وقت عام قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ اگلے روز مورخہ ۱۱/۱۱/۸۴ میری ہمشیرہ صاحبہ بہاولپور سے بھائی کی وفات کی خبر سن کر ربوہ آ رہی تھیں کہ راستہ میں بھائی کے صدمہ کی شدت بڑھ جانے کے باعث دل کو قابو میں نہ لا سکیں اور اچانک دل کے حملہ کے باعث ستائیس سال کی عمر میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

ایک ماہ میں یہ تین صدمے ہمارے خاندان کے لیے خصوصاً میرے والد صاحب کے لیے انتہائی صدمے کا موجب ہیں۔ جس کے باعث والد بزرگوار آج کل بیمار ہیں۔

خاندان حضرت اقدس اور بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ جہاں وہ مرحومین کی مغفرت کے لیے دعا کریں وہاں وہ میرے والد محترم کے لیے اور ہم سب کے لیے ان صدموں کو برداشت کرنے اور والد صاحب کی صحت کاملہ کے لیے بھی دردِ دل سے دعا کریں۔

نیز ہم ان احباب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے ہمارے گھر تشریف لا کر اور یا بذریعہ خطوط یا جنازہ میں شرکت کر کے ہمارے دلوں کو ڈھارس بندھائی ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

(چوہدری فیض احمد کھوڑیانوالہ ضلع فیصل آباد)

سلسلہ احمدیہ کے ایک قدیم مخلص کارکن محترم مرزا لطیف احمد صاحب مورخہ ۹ نومبر ۱۹۸۴ء کو صبح چار بجے اچانک بعارضہ قلب وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

مرحوم نہایت ملنسار اور خوش خلق تھے۔ آخر وقت تک خدمت سلسلہ کی توفیق پاتے رہے۔ ان کے ایک صاحبزادے مرزا حفیظ احمد صاحب کارکن تحریک جدید نے ان کے ایصال ثواب کے لیے ۱۲۰/ روپے چندہ ادا کرتے ہوئے قارئین کرام سے مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی درخواست کی ہے۔

اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے اور درجات کی بلندی سے نوازے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماتے ہوئے ہر آن ان کا حامی و ناصر ہو۔ (وکیل المال اوّل)

قسط نمبر ۷

نئے مجاہدین وقف جدید دفتر اطفال

ربوہ:۔ دارالصدر غربی ۱: عزیزم احمد ڈھلوں۔ دارالعلوم وسطی: عزیزم حافظ سہیل احمد۔ دارالرحمت وسطی: عزیزان احمد انور قریشی برہان احمد۔ نعمان احمد۔ **ناصر آباد کالونی:۔** عزیزم طارق افتخار۔ دارالعلوم جنوبی: عزیزان نبیل احمد، ارشد محمود، مبشر احمد۔ **دفتر ہسپتال:۔** ملک شمیم احمد محمود احمد عامر، صالح عبدالباقی۔ دارالصدر غربی ۲: عزیزان سہباز احمد، فرید احمد، دلدار احمد، فخر احمد ڈوگر، شعیب احمد، طاہر شاہ۔ دارالفضل: عزیزم افتخار احمد۔ دارالصدر شرقی: عزیزان راشد زبیر، محمود منیر اکبر، محمود فاتح، ہبۃ الرحمٰن فضل عمر مدعب، ظفر احمد

ضلع راولپنڈی:۔ **واہ کینٹ:۔** عزیزان عطاء العظیم۔ مبشر احمد، فضیلت نصیر، حارث احمد، خالد احمد ناسک احمد، اقصیٰ مقدس، محمد منصور احمد۔ **سٹیلائٹ ٹاؤن:۔** عزیزان احمد گلزار، صائمہ قمر، احمد بلال، (پسران مکرم شہزاد احمد صاحب)

(سیکرٹری وقف جدید اطفال الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریک جدید اور مجالس انصار اللہ

فوری توجہ طلب امور

۱۔ تمام اراکین انصار اللہ کے سال گزشتہ کے وعدہ جات کا جائزہ لیں جو قابل ادا ہوں ان کی ادائیگی کی فوری کوشش فرمائیں

۲۔ تمام انصار سے اضافہ کے ساتھ معیاری وعدہ جات حاصل کریں۔

۳۔ مجالس انصار اللہ تحریک جدید کے معاونین خصوصی بنانے کی طرف توجہ دیں۔

۴۔ تمام انصار اپنی اولاد کو اس تحریک میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔

۵۔ ناظمین اضلاع دیہاتی مجالس کے دورہ جات کے دوران مقامی نظام جماعت سے مل کر وعدہ جات تحریک جدید جلد از جلد اکٹھے کر کے مرکز میں بھجوائیں۔

(قائد تحریک جدید مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میرے سب سے چھوٹے بیٹے عبدالمتین جنجوعہ کو ۳۰ نومبر ۱۹۸۴ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ الحمد للہ!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نومولود کا نام "عطاء الباسط" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری عبدالرزاق جنجوعہ مرحوم آف ملتان کا پوتا اور مکرم ملک دوست محمد صاحب آف دارالرحمت غربی ربوہ کا نواسہ ہے

افراد خاندان حضرت مسیح موعود، بزرگان سلسلہ اور جملہ افراد جماعت احمدیہ سے درخواست ہے کہ نومولود کی صحت و درازی عمر، خادم دین اور نافع الناس وجود ہونے کے لئے دعا کریں۔

(بیگم چوہدری عبدالرزاق جنجوعہ مرحوم - آف ملتان)

۶ نومبر ۱۹۸۴ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کے برادر نسبتی مکرم چوہدری ظفر احمد صاحب دارالصدر شمالی کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ احباب جماعت نومولود کے خادم دین ہونے کے لئے دعا کریں نیز یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچے کو عمر دراز عطا کرے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین!

(چوہدری عنایت اللہ محلہ دارالرحمت غربی۔ ربوہ۔)

تحریک جدید کے دفتر دوم کے مجاہدین کو

محبوب امام کی نصیحت

"اس دفتر کو بھی میں یہی نصیحت کرتا ہوں کہ جو دوست فوت ہو چکے ہیں دفتر دوم کی آئندہ نسلیں ان کے نام کو زندہ رکھنے کی خاطر یہ عہد کریں کہ کوئی فوت شدہ اس لسٹ سے غائب نہ ہونے دیا جائے گا اور ان کی قربانیاں جاری رہیں گی تاکہ ہمیشہ ہمیش کے لئے اللہ کے نزدیک وہ فعال شکل میں زندہ نظر آئیں۔"

(وکیل المال اول)

اتحاد اور اتفاق کی ضرورت

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:۔

"پس ہماری جماعت کے لئے رشتہ داری کے معاملات میں غور و فکر کی بہت ضرورت ہے تاکہ اس میں فتنے نہ پڑیں۔ ہمارے ملک میں رشتہ داروں کو ایک دوسرے کے خلاف بطور گالی کے استعمال کیا جاتا ہے۔ لڑکے والوں کی طرف سے لڑکے کو سمجھایا جاتا ہے کہ آتے ہی اس پر رعب ڈالنا اور لڑکی والے سمجھاتے ہیں کہ پہلے ہی تمہارا اثر قائم ہو۔ اسی طرح دونوں کی طرف سے فتنہ کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔

اس لئے .... رشتہ داری میں تقویٰ مدنظر رکھنا چاہیئے تاکہ آپس میں فساد نہ ہو۔ نئے نئے رشتے اگر ٹوٹ جائیں تو جوڑنا مشکل ہوتا ہے یہ معاملہ تو ایسا ہے کہ اس میں پرانی رشتہ داریاں تک ٹوٹ جاتی ہیں۔ ایسے موقع پر اگر جانبین شریعت کی پابندی کریں تو فتنے سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔"

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ ۸۸)

(مرسلہ نظارت اصلاح و ارشاد)

قائداعظم یونیورسٹی میں داخلے

ا۔ قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں درج ذیل مضامین میں داخلے دسمبر کے پہلے ہفتہ میں متوقع ہیں۔ ۵۰ بر طلباء کو وظائف بھی دیئے جاتے ہیں۔

(۱) الیکٹرونکس	(۲) اکنامکس	(۳) انتھروپالوجی
(۴) انٹرنیشنل ریلیشنز	(۵) ایم۔ بی۔ اے	(۶) ایم۔ پی۔ اے
(۷) بیالوجی	(۸) پاکستان سٹڈیز	(۹) ڈیفنس اینڈ سٹریٹیجک سٹڈیز
(۱۰) ریاضی	(۱۱) فزکس	(۱۲) کمپیوٹر سائنس
(۱۳) کیمسٹری	(۱۴) جیو فزکس	(۱۵) ہسٹری

ب داخلے کا طریقہ کار

ہر مضمون کا میرٹ ۱۰۰ نمبروں میں سے بنایا جاتا ہے جس کی تقسیم درج ذیل ہے۔

(۱) ایف۔ ایس سی۔ اور بی ایس۔ سی کا ڈویژنز کے نمبر: (i) اگر دونوں I ڈویژنز ہوں تو ۲۵+۲۵=۵۰ نمبر (ii) اگر ایک I ڈویژن اور ایک II ڈویژن ہو تو: ۲۵+۱۳=۳۸ نمبر۔ (iii) اگر دو II ڈویژنز ہوں تو ۱۳+۱۳=۲۶ نمبر

(۲) متعلقہ مضمون کا ٹیسٹ = ۴۰ نمبر

(۳) انٹرویو = ۱۰ نمبر (بعض ڈیپارٹمنٹس میں انٹرویو کے نمبر زیادہ ہوتے ہیں)

ج:۔ طلباء و طالبات اپنے مختصر کوائف اور B.A/B.Sc کے مضامین درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں تاکہ انہیں ٹیسٹ کی تیاری کے لیے SAMPLE PAPERS اور دیگر ضروری معلومات فراہم کی جاسکیں۔

(محمد مبشر احمد ڈیپارٹمنٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن) کمرہ نمبر ۶۷ ہاسٹل نمبر ۲ قائداعظم یونیورسٹی۔ اسلام آباد)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

وقف جدید دفتر اطفال میں ننھے احمدی بھائی بہنیں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں

سیکرٹری وقف جدید
اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متقی کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ دوسروں کو نماز کی ترغیب دیتے ہیں:

نماز چستی اور ہوشیاری سے ادا کی جائے کیونکہ سستی سے خیالات میں پراگندگی پیدا ہوتی ہے:

سیدنا حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ یقیمون الصلوٰۃ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

"یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کے ایک اور معنے بھی ہیں اور وہ یہ کہ متقی دوسرے لوگوں کو نماز کی ترغیب دیتے ہیں کیونکہ کسی کام کو کھڑا کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اسے رائج کیا جائے۔ اور لوگوں کو اس کی ترغیب دلائی جائے۔ پس یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کے عامل متقی وہ بھی کہلائیں گے کہ جو خود نماز پڑھنے کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی نماز کی تلقین کرتے رہتے ہیں اور جو سست ہیں انھیں تحریک کرکے چست کرتے ہیں۔

رمضان کے موقعہ پر جو لوگ نماز تہجد کے لئے لوگوں کو جگاتے ہیں وہ بھی اس تعریف کے ماتحت یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کی تعریف میں آتے ہیں۔ نماز باجماعت سے پہلے امام کے نماز پڑھانے کے قریب وقت میں..... (جو) کلمات..... دوہرائے جاتے ہیں ان کلمات کو اقامۃ کہتے ہیں اور نماز باجماعت بھی ان معنوں کی رو سے اقامۃ الصلوٰۃ کا مفہوم رکھتی ہے۔ ہمارے ملک میں بھی کہتے ہیں نماز کھڑی ہوگئی ہے اس محاورہ کے مطابق یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کے معنے ہوں گے کہ وہ نماز باجماعت ادا کرتے ہیں اور دوسروں سے ادا کرواتے ہیں.....

آج کل بہت سے لوگ ایسے ملتے ہیں جو باجماعت نمازوں کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں اور باتوں میں مشغول رہتے ہیں یہاں تک کہ نماز ہو چکتی ہے اور پھر افسوس کرتے ہیں کہ نماز چلی گئی ان کو بہت احتیاط سے کام لینا چاہیئے کیونکہ وہ معمولی غفلت سے بہت بڑے ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں۔

یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کے ایک معنے یہ بھی ہیں کہ نماز چستی اور ہوشیاری سے ادا کی جائے۔ کیونکہ سستی اور غفلت کی وجہ سے خیالات میں پراگندگی پیدا ہوتی ہے اور نماز کا مغز ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ اسی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں لاتیں ڈھیلی چھوڑنے یا سہارا لگانے یا کہنیاں سجدہ کے وقت زمین پر ٹیکنے سے منع فرمایا ہے۔ اور اس کے بالمقابل رکوع میں کمر سیدھی رکھنے۔ کھڑا ہوتے وقت یا رکوع میں ٹانگوں کو سیدھا رکھنے سجدہ میں پاؤں گھٹنوں۔ ہتھیلیوں اور ماتھے پر بوجھ رکھنے اور کمر اور پیٹ کو لاتوں سے جدا رکھنے اور قعدہ کے موقعہ پر دائیں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھ کر پاؤں کھڑا رکھنے کا حکم دیا ہے کیونکہ یہ سب امور چستی اور ہوشیاری پیدا کرتے ہیں اور نیند اور اونگھ اور غفلت کو دور کرتے ہیں اور اسی وجہ سے (شریعت) نے نماز سے پہلے وضو کرنے کا حکم دیا ہے۔ تاکہ سر اور جوارح کو تری اور سردی پہنچ کر جسم میں چستی اور خیالات میں یکسوئی پیدا ہو۔"

(تفسیر کبیر۔ تفسیر سورۃ بقرہ)

لجنہ اماء اللہ ٹرینیڈاڈ اور ٹوبیگو کا پہلا سالانہ اجتماع

۷۳ خواتین و بچوں نے شرکت کی

لجنہ اماء اللہ ٹرینیڈاڈ اور ٹوبیگو کا پہلا سالانہ اجتماع ۲۰ مئی ۱۹۸۴ء کو بیت الناصر فری پورٹ میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز ظہر و عصر کی نماز کے بعد ہوا جو کہ مربی انچارج مولانا ایم۔ اے قریشی صاحب نے پڑھائی۔ ۷۳ خواتین اور بچے اجتماع میں حاضر تھے۔ نائب صدر لجنہ ٹرینیڈاڈ مسز بشریٰ حسین نے پہلے اجتماع کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے کی جو مسز رشیدہ سولومن نے کی۔ بعد ازاں عہد دوہرایا گیا۔ جس کے بعد ۹ مزید ممبرات نے تلاوت کلام پاک کی۔ اس کے بعد نظمیں پڑھی گئیں۔ اجتماع کا آخری حصہ تقریروں پر مشتمل تھا جس میں ۵ ممبرات نے حصہ لیا۔

آخر میں مولانا ایم۔ اے قریشی صاحب سے درخواست کی گئی کہ وہ خطاب کریں۔ انہوں نے "احمدی خواتین کا کردار و ترقی" کے موضوع پر تقریر کی۔ انہوں نے لجنہ کو اتنے کامیاب پروگرام کے انعقاد پر مبارکباد دی اور اس طرح ہر کام کو جاری رکھنے کی تلقین کی اور مل جل کر کام کرنے کی نصیحت فرمائی۔

آخر میں مسز بشریٰ حسین نے تمام ممبرات و مولانا صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ ۵ بجے شام دعا کے ساتھ اجتماع کا اختتام ہوا۔ (سیکرٹری لجنات بہیرون)

ضرورت واقفین عارضی

انجینئرز و سب انجینئرز

ربوہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عمارات کی تعمیر کی نگرانی کے لئے واقفین عارضی انجینئرز و سب انجینئرز کی ہمہ وقتی ضرورت رہتی ہے۔ اپنی سہولت کے مطابق رخصت لے کر ۲ ہفتہ سے ۶ ہفتہ تک کے لئے وقف فرمائیں اور اپنے کوائف کے ساتھ مدت و تاریخ ہائے وقف عارضی سے اطلاع دیں۔ مرکز میں رہ کر خدمت دین کا بہت عمدہ موقعہ ہے۔

(افتخار علی قریشی چیئرمین احمدیہ آرکیٹیکٹ انجینئرز ایسوسی ایشن
معرفت دفتر انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

وقف جدید کا سال ختم ہونیوالا ہے

وقف جدید کے سال رواں کے اختتام پذیر ہونے میں اب دو ماہ سے بھی کم نہایت ہی قلیل عرصہ باقی رہ گیا ہے جو اس امر کا متقاضی ہے کہ متعلقہ عہدیداران اور احباب جماعت چندہ وقف جدید کی وصولی اور ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق بخشے اور اپنے خاص فضلوں کے وارث بنائے آمین

(ناظم مال وقف جدید)

دانتوں مسوڑوں کے کورسز

اردو نام	INTER NATIONAL NAME
اینٹی پائیوریا	Anti Pyorrhea 15-00
اینٹی کریز	Anti Caries 15-00
پائیوریا پاؤڈر	Pyorrhea Powder 6-00

تمام کورسز ملک بھر کے دوا فروشوں سے طلبیں لٹریچر فری

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ
ربوہ فون ۶۰۶/۶۰۷

موٹر سائیکل قابل فروخت

بالکل نیا کاواساکی موٹر سائیکل
بہت رعایت: 11,500 روپے
رابطہ:
فینسی جنرل سٹور رحمت بازار ربوہ

انشاء اللہ تعالیٰ
حضرت حکیم نظام جان کے
فرزند و جانشین
حکیم عبدالحمید صاحب اعوان
مشہور دواخانہ بالمقابل ایوان محمود ربوہ
۲۹، ۳۰، ۱ نومبر ۱۹۸۴ کو مطب میں حاضر ہوں گے
جمعرات ۲ بجے تا ۶ بجے شام
جمعہ صبح ۸ تا ۱۲ بجے دوپہر
(مینیجر) مشہور دواخانہ ربوہ

بازیافتہ جیکٹ

ایک گرم جیکٹ دارالنصر غربی کے ریلوے کراسنگ کے پاس سے ملی ہے جس کی ہونٹ فی بتا کر حاصل کریں۔
(عبدالماجد نوشنویس ۵۲/۱ دارالعلوم وسطی ربوہ)